

اصول فن خطابت



إِنَّ مِنَ الْبَيِّنِ لَسِحْرًا

فن خطابت میں پہلی
بار انتہائی اہم اور مختصر رسالہ

اُصول فن خطابت

مؤلف

مولانا صودیر خان حلب

خطیب دارالعلوم العربیہ ضیاء الاسلام گرٹھی شیرداد پشاور

0316-9096921

اصول فن خطابت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت اہل علم، عزیز طلبہ اور معزز قارئین السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
عزیزان مختتم الحمد اللہ مذکورہ کتاب (اصول فن خطابت) کی صحیح کی حقیقت وسع کوشش کی گئی
ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز براہ کرامہ میں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ
اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین

مُكْتَبَةُ عَمَرٍ فَارُوقٌ

نام کتاب : اصول فن خطابت

مؤلف : مولانا صودیر خان صاحب

کمپوزنگ : موصوف

تعداد : 1100

سال طباعت : جولائی 2024

ناشر : مُكْتَبَةُ عَمَرٍ فَارُوقٌ
بلطفیں تھیں پاڑھو دو ہوا لارجوسٹنی پیڈر

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	تقریظ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم حقانی صاحب	5
2	تقریظ حضرت مولانا شیخ سجادا الحبانی صاحب	6
3	تقریظ حضرت مولانا عبد الرحمن رحمانی صاحب	7
4	تقریظ حضرت مولانا مفتی و سید سجاد صاحب	8
5	تقریظ حضرت مولانا مفتی میاں احمد اللہ جان صاحب	10
6	تقریظ حضرت مولانا مفتی میاں عرفان شاہ صاحب	11
7	مقدمہ	12
8	خطابت کیا ہے	14
9	خطابت کے اقسام	15
10	تاریخ خطابت	16
11	تقریر تیار کرنے کا طریقہ	17
12	موضوع کیا ہے	18
13	ماں کا استعمال	19
14	وضع قطع	20
15	کھڑے ہونے کا انداز	20
16	حرکات و سکنات	21
17	خطابت اور نظمات کیلئے ضروری اشیاء	24
18	مقتر راوی و خطیب کے لئے حدایات	25

اصل فن خطابت

27	تقریر و خطابت سیکھنے کیلئے کچھ ہدایات	19
31	مبتدی خطباء کو در پیش مشکلات کا قرآنی علاج	20
34	نظمت کیا ہے	21
34	ناظم کس کو کہتے ہیں	22
34	ناظم کے لئے اہم اصول و ہدایات	23
36	سٹچ کے آداب	24

اصول فن خطابت

تقریظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم الرسلة!

اپنے دل کی بات، احساسات و جذبات سمیت دوسروں کے دل میں اتارنا خطابت کہلاتا ہے۔ خطابت بالغ کا تدیم ترین ذریعہ ہے۔ خطابت کے ذریعے لوں کا زنگ اتارا جاتا ہے۔ اذھان کی کجر وی درست کی جاتی ہے۔ فکر کا زاویہ تبدیل کیا جاتا ہے۔

خطابت کو موثر بنانے کے لئے اس میدان کے شناوران نے کچھ اصول وضع کئے ہیں ان اصولوں کو حضرت مولانا صودیر خان نے بھج کر کے یہ مجموعہ مرتب کیا۔ اس مجموعہ میں مذکورہ اصول کی رعایت سے "بساط" خطابت کے نوادرگان اپنے فن کو مانجھ کر دین کی خدمت احسن انداز میں کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ یہی متولف کے کاؤش کا حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو مرتب کے لئے مزید رفت و کمال کا ذریعہ اور قارئین کے لئے بہترین رہنمائے سفر بنادے۔ آمین

وصلى الله على خير خلقه محمد و الله و اصحابه اجمعين.

والسلام

عبدالقیوم حقانی

متہب جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نو شہرہ

کے پی کے پشاور

13 ذی قعده 1445ھ / 21 مئی 2024ء

أصول فن خطابت

تقریب

حامداً ومصلیاً

بسم الله الرحمن الرحيم :

اما بعد

دعوت ای اللہ فریضہ نبوت ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد امت کے مشائخ اور علماء کرام رحمہم اللہ اپنی وسعت کے مطابق اس فرضہ نبوت میں حصہ پاتے ہیں۔ خطبات اور مواعظ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اور آج کے اس پر فتن دوڑ میں اسکی ضرورت اور بڑھ گئی ہے۔ ماشاء اللہ برادر کرم مولانا صودیر خان صاحب نے اسی سلسلے سے وابستہ اصول فن خطابت کے عنوان سے بھترین مجموعہ تیار کیا ہے جو کہ وقت کا تقاضہ ہے۔ جگہ جگہ مفید عنوانات کے اضافہ سے ترتیب دیا ہے۔ خادم نے اپنی ناقص نظر سے اس کو جگہ جگہ سے مطالعہ کر کے بہت مفید پایا۔

دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ اللہ انکے علم اور عمل میں ترقی نصیب فرمائے اور اسکی اس کاوش کو قبول کر کے اپنی رضاکاری یہ بنائے۔

آمین بجاه النبي الامين

اخوكم في الدين الشفيف سجاد الحبابي

اصول فن خطابت

تقریب

تقریب و خطابت ایک مستقل فن ہے، ہر دور میں اس کی اہمیت وفادیت اور ضرورت آئندگاری ہے۔ تقریب و خطابت جہاں قوم کے بکھرے ہوئے مسائل کی گنجائی سلیمانی کا ذریعہ ہے۔ وہاں قوموں کی شکست دریخت اور عروج و زوال کا وسیلہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بھی قوم و زبان کا ماہر خطیب پوری قوم کو کسی بھی جانب مائل کر سکتا ہے۔ تاریخ کے صفات اس پر شاہد عمل ہیں کہ ماضی تھاں تقریب و خطابت نے کبھی بھی اپنی اہمیت کم نہ ہونے دی، بلکہ اس کا احساس اور بڑھتا ہی چلا گیا اور روز افزوں اس کی طرف رجحان بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ^۱ ابھی حقیقت ہے کہ ہر دور ہر قرن، ہر زمانہ اور ہر عہد میں اس کا انداز اسلوب اور منہاج مختلف رہا ہے، اسی طرح زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے کبھی انداز اور اب و لہجہ میں فرق آتا ہے۔ اسی لئے ہر زبان میں تقریب و بیان کے کچھ اصول و ضوابط ہوتے ہیں۔ جن کا لاحاظہ کھانا گزیر ہے۔ اگر ان کی رعایت نہ کی گئی تو تقریب کی جامعیت برقرار نہیں رہے گی۔ اور وہ بالکل ہی غیر موثر، غیر مفید اور غیر نافع ہونے کے ساتھ ساتھ سوائے سمع خراشی کے کچھ نہ ہوگی۔ اس ضرورت و اہمیت کو پیش نظر کھتھتے ہوئے ہر دور میں علماء کرام و خطبائے عظام نے تقریب و خطابت کے اصول و ضوابط اور مفید موثر بنانے کے گرد بیان کئے ہیں، عزیز موصوف کی سعی و کوشش کے نتیجہ میں کافی مفید معلومات رسالہ میں جمع ہو گئی ہیں جو کہ فی الحقیقت موصوف کی کامیابی و شاد کامی کا ذریعہ ہے اور قابل تہبیت و تبرک اور لائق تحسین و آفرین بھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس کتاب کو نافع بنائے، اس کی افادیت کو عام و تام فرمائے اور مرتب کے لئے علمی و عملی اور قلمی و تحریری ترقی کا باعث اور ذخیرہ آخرت بنائے۔

آئینہ بہ جاہ سید المرسلین

عبد الرحمن

سابقہ خطیب مدرسہ دارالعلوم العربیہ ضیاء الاسلام ورنسک روڈ پشاور

7 ذی القعده 1445ھ / 15 مئی 2024ء

اصل فن خطابت

تقریزا

دنیا کے کوئے، کنارے تک آواز پہنچانے کے لئے ہمارے پاس دو ہی ذرائع ہیں۔ سبھی دو ذرائع دنیا کی پیدائش سے لے کر کائنات کے اختتام تک تسلسل کے ساتھ جاری رہیں گے ان دو ذرائع میں سے ایک تقریری صلاحیت ہے اور دوسرا تحریری۔

کائنات کی حسین و مبارک ہستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریری صلاحیتوں سے مالا مال خطیبوں کی خطابت کے بارے میں ارشاد عالی فرمایا ہے "ان من البیان لسحرا" کہ بے شک و شبہ بعض تقریریں جادو ہوتی ہیں، اگر تقریر، و خطابت کے لئے کوئی مقرر و خطیب صحیح طریق سے مطالعہ کرے، کتب بینی کو اپنا مشغلہ بنائے، زبان کو دنیا میں مختلف رائج زبانوں اور کلمات سے مزین اور آشنا کرے مقرر و خطیب حضرات مجھے کارمزشناں بن جائے تو وہی مقرر و خطیب معasherے کا کامیاب مقرر، بہترین خطیب اور پرکشش انسان بن سکتا ہے۔

پیدائش آدم سے لے کر آج تک فن تحریر و تقریر مختلف ارتقائی مرحلے سے گزر، عصر رواں میں ان دونوں فنون میں کافی جدت آگئی ہے، ان دونوں کا جادو سرچڑھ کر بول رہا ہے، اسی کی ذریعے کسی بھی ملک کی پالیسوں کو لکھا جاتا ہے، اور اسی فن کی ذریعے دنیا کے کوئے کوئے تک پہنچا جاتا ہے۔

برادر محترم مولانا صودیر خان ہمارے ہاں درجہ اولیٰ کا طالب علم رہا ہے، موصوف اسی وقت سے قابل اور مختلق طالب علم تھے اور اب بھی کافی لگن سے کام کر رہا ہے، تحریر و تقریر سے ولی و اہمیگی اور دلچسپی ہے، اسی واہمیگی اور دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے خطابت کی موضوع پر ایک مختصر رسالہ لکھ دیا۔

میری طرف نظر ٹانی کے لئے بھیج کر شرمندہ کر دیا کیونکہ ہماری حیثیت اتنی نہیں کہ کسی کتاب یا رسالے پر نظر ٹانی کر کے تقریباً لکھ دیں۔ رسالے پر مختصر سی نظر پڑھ گئی پورا رسالہ بہترین طریقے اور خوبصورت انداز میں لکھا ہوا پاکر بہت خوشی ہوئی کہ موصوف نے ایک اہم موضوع بہترین انداز سے قلمزد کیا ہے۔

اصول فن خطابت

موصوف کی والہانہ محبت اور خطابت سے دلی وابستگی کو دیکھ کر بننے حقیر اس پر امادہ ہوا کہ کچھ کلمات ہدیہ تبریک کی طور پر
لکھ کر برادر محترم مولانا صودیر خان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

فقط

والسلام

متعلم: و سید سجاد چکنی

خادم: جامعہ مدینۃ العلوم خیبر بازار پشاور

آبائی مکن: گونداں آپا د سنترل گرم چکنی ایریا

أصول فن خطابت

تقریظ

الحمد لله رب العالمات والصلوة والسلام على خاتم الرسالة!

جناب مولانا صودیرخان نے "اصول فن خطابت" کے عنوان پر جو رسالہ تحریر کیا ہے۔ اگر خطیب ان کا اتزام کرے تو واقعی ان کا خطاب لوگوں میں پُرا شہر ہو گا۔

مزید بندہ فقیر، مولانا موصوف کو ان کی اس خدمت پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور مخلوق خدا کو اس رسالے سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ امین

فقط

والسلام

میاں از ہداللہ جان حقانی

مہتمم جامعہ دارالعلوم حمایت الاسلام
علجی کنڈر خیل و رسک روڈ متحر اپشاور

أصول فن خطابت

تقریظ

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمده و نصلى على رسوله الكريم.
اما بعد.

ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ کہ اس نے ہمیں ایمان اور اسلام کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔ ہمیں ایسا دین عطا فرمایا ہے۔ جو ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر ہماری فراہم کرتا ہے۔

عزیزان گرام۔ خطابت نبوت کے اوصاف میں سے ایک اہم وصف ہے۔ جس میں فصاحت و بلاغت، شیرینی کلام قول و فعل میں مطابقت خودداری اور حق گوئی جیسی خصوصیات کا نمایاں ہونا ضروری ہے۔

عزیزم مولوی صودیر خان صاحب کا مرتب کردہ رسالہ 'أصول فن خطابت' مطالعہ کرنے کی سعادت ملی۔ بندہ تاجزیہ کے خیال میں یہ کتاب مقررین کی صلاحیتوں کو جاگر کرنے میں ان شاء اللہ، بہت معین و مددگار ثابت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ عزیزم صوف کو اس میدان میں مزید خدمات اور صلاحیتوں کی توفیق دے۔ **وَاللهُ وَلِي التوفيق وَإِلَيْهِ مَرْجِعُ الْمَآبِ۔**

بندہ مفتی میاں عرفان شاہ

رئیس الجامع روح الحکوم الاسلامیہ پشاور

بابو گڑھی جدید پشاور

11 ذوالقعدہ 1445ھ / 20 مئی 2024ء

أصول فن خطابت

مقدمة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنَصْلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اما بعد!

فن خطابت کی اہمیت روزاول سے انسانی معاشرت میں نمایاں رہی ہے۔ تاریخ کے اور اق پلٹیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قدیم تہذیبوں میں خطابت کو بہت بلند مقام حاصل تھا۔ خطابت ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعے انسان اپنے خیالات اور جذبات کو مؤثر انداز میں دوسروں تک پہنچاتا ہے اور ان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آج کے دور میں، جب کہ ذرائع ابلاغ نے ابلاغ کے بیانے کو وسیع کر دیا ہے، خطابت کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ چاہے وہ سیاسی جلسے ہوں، تعلیمی ادارے ہوں، کاروباری میئنگز ہو یا عام تقریبات، ایک مؤثر خطیب اپنی بات کو بہترین انداز میں پیش کر کے دوسروں کے دلوں میں جگہ بنائتا ہے۔ اس رسالے کا مقصد ہے کہ قارئین کو فن خطابت کے بنیادی اصولوں سے روشناس کرایا جائے۔ اس رسالے میں ہم ناصرف خطابت کی تاریخ پر و شنی ڈالیں گے بلکہ عملی طور پر مفید مشورے اور تکنیکیں بھی فراہم کریں گے جو ایک کامیاب خطیب بننے میں مدد گار ثابت ہونگے۔ اس رسالے کے شروع میں فن خطابت کی تعریف، تاریخ اور ان کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ تقریر تیار کرنے کا طریقہ اور ایک کے استعمال پر منحصر گفتگو ہوئی ہے۔ اور خطباء، قارئین اور واعظین کے لیے بہترین اصول مرتب کیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ رسالہ قارئین کے لیے مفید ثابت ہو گا اور وہ اسکے ذریعے پتی خطابت کی صلاحیتوں کو بکھار سکیں گے۔ خطابت ایک فن ہے جسے سکھنے اور سنوارنے کے لیے محنت، عزم اور مسلسل مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس رسالے کے مطالعہ کے بعد آپ میں وہ صلاحیت پیدا ہو گی جو ایک کامیاب اور مؤثر خطیب بننے کے لیے ضروری ہے۔ یہ رسالہ قارئین کو تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں مؤثر طریقے سے بات چیت کرنے، قائل کرنے اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مہارت اور اعتماد پیدا کرنے میں مدد گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالے کو قبول فرمائے اور اسے میرے والد محترم سیفیت تمام مردوں میں اسلام کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمين

اصول فن خطابت

طالب دعا

صودیر خان

خطیب دارالعلوم العربیہ فیاءالاسلام گراؤنڈی شیرداد پشاور
12 ذوالقعدہ 1445ھ ب طابق 21 مئی 2024

خطابت کیا ہے؟

تعریف

خطابت کے لغوی معنی ہیں۔ وعظ کرنا، خطبہ پڑھنا، نصیحت کرنا۔

اصطلاح میں خطابت سے مراد وہ فن ہے جس کی مدد سے اپنی بات دوسرے سے کہی اور منوائی جاسکتی ہے۔ آسان الفاظ میں، آپ یوں کہہ سکتے ہیں، اپنی معلومات اور جذبات کو سامعین کی طرف منتقل کرنا۔

فالدہ

1. خطابت بے عمل لوگوں کو عمل پر لاتی ہے۔
2. مردہ جذبات کو جگاتی ہے۔
3. حوصلوں کو بڑھاتی ہے۔
4. گزرے ہوئے اخلاق کو سنوارتی ہے۔
5. گری ہوئی قوموں کو ابھارتی ہے اور بلا خرانہ میں منزل تک پہنچاتی ہے۔

مقصد:

خطابت کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں تک خدا کا پیغام پہنچایا جائے۔ افراد کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جنجنجوڑ کر بیدار کیا جائے۔ اور انہیں ایک نشان منزل دے کر متحرک کیا جائے تاکہ پوری امت کا ہدف ایک ہی ہو، منزل ایک ہی ہوا اور اسکا حصول ہی اسکی زندگی اور موت کا مسئلہ بن جائے۔
جو شخص قوم کے اندر یہ دلوں یہ عزم، ایثار، و قربانی کا یہ جوش و جذبہ پیدا کرے وہ کامیاب مقرر ہے۔

خطابت کے اقسام

خطابت کے اقسام تو بہت زیادہ ہیں لیکن یہاں پر احرقر صرف تین (۳) کا ذکر کر گیا۔

۱- تحریری ۲- تدریسی ۳- تقریری

تحریری:

یہ وہ طرز خطابت ہے۔ جس میں خطیب اپنے خیالات کو کتابت کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچاتا ہے۔

تدریسی

یہ وہ طرز خطابت ہے۔ جو عام طور پر مدرسون میں راجح ہے۔ کہ استاد درس دیتا ہے اور طالبان سنتے ہیں۔

تقریری

یہ وہ طرز خطابت ہے۔ جس میں خطیب لوگوں سے مخاطب ہو کر اپنے خیالات کا انہصار کرتے ہیں اور دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔

فائدہ:

ان تینوں قسموں کا فائدہ ہے۔ اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لیکن تحریری اور تدریسی خطابت کا فائدہ چند لوگوں تک مخصوص ہے۔ ہر کوئی اس سے فائدہ نہیں اٹھاسکتا۔ اور تقریری خطابت کا فائدہ عام ہے۔ اس سے ہر عام و خاص فائدہ لے سکتا ہے۔

تاریخ خطابت:

خطابت کی تاریخ اور پس منظر یہ ہے۔ کہ خطابت انسان کی پیدائش سے پہلے شروع ہوا ہے۔ جب اللہ رب کریم نے انسان کو پیدا فرما ناچاہا۔ تو فرشتوں سے فرمایا۔

(وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلملائِكَةِ أَنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً) اس وقت سے خطابت کا سلسلہ

شروع ہوا ہے۔

جیسے قرآن میں ہے۔

خلق الانسان ° علمه البيان °

ترجمہ۔ اسی {رحمن} نے انسان کو پیدا فرمایا° اسی {رحمن} نے اسے بیان سکھایا۔

اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ سلام سے شروع ہوا اور اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خطابت کیا۔

اور جنہیں الوداع کے موقع پر طویل خطبہ دیا تھا۔

اور آج تک خطابت کا یہی سلسلہ جاری ہے۔

تقریر تیار کرنے کا طریقہ:

تقریر تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے تقریر کرنے کا ارادہ ہو۔ اگر ارادہ نہ ہو تو پھر آپ تقریر نہیں کر سکتے۔

جب آپ نے ارادہ کیا۔ کہ میں نے تقریر کرنا ہے۔ تو پھر ارادہ کرنے کے بعد موضوع کا انتخاب ہے۔

موضوع کیا ہے؟

جو چیز ذہن میں آجائے کہ اس پر تقریر کرنا ہے۔ اسے موضوع کہتے ہیں۔

جیسے ذہن میں آجائے کہ علم کی فضیلت پر بیان کرنا ہے۔

تو یہ علم کی نصیلت، موضوع ہے۔ جب موضوع مل گیا۔ تو پھر اس کے بارے میں تلاش کرنا ہے،

مواد پیدا کرنا ہے۔

سب سے پہلے اس موضوع کے بارے میں قرآنی آیات، احادیث مبارک، صحابہ کرام علیہم السلام کے واقعات، بزرگان دین کے حکایات، اشعار، لطائف، اور ذاتی مشاہدات و تاثرات ترتیب وار جمع کرنا۔

یہ سب چیزیں ملنے کے بعد ان کو ذہن میں ترتیب دینا ہے۔ ایک خاکہ تیار کرنا ہے۔ اور پھر اس پر بار بار مشق کرنا بے حد ضروری ہے۔ مشق کرنے سے بیان اور تقریر میں تسلسل پیدا ہوتا ہے۔ اور غلطی کرنے کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔

ماہیک کا استعمال:

ماہیک دو طرح کے ہوتے ہیں۔

(1) ایک قسم وہ ہے۔ جو ہم مسجدوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس ماہیک کا استعمال کچھ اس طرح ہے۔
کہ جب مقرر مسجد والی ماہیک میں تقریر کر رہا ہو۔ تو ماہیک اور مقرر کے منہ کے درمیان چار انگلی یا تین
انچ کا فاصلہ رکھنا چاہیے۔ اس سے مقرر کی آواز سامعین تک صاف انداز میں پہنچ جائے گی۔

(2) دوسری قسم وہ ہے۔ جو ہم پروگراموں میں استعمال کرتے ہیں۔ اور اس قسم کے ماہیک کو ہم DJ
ماہیک کہتے ہیں۔ اس ماہیک کا استعمال کچھ اس طرح ہے۔ کہ مقرر کے منہ اور DJ ماہیک کے درمیان
فاصلہ نہ ہو بلکہ مقرر ماہیک کو اپنے منہ کے بالکل قریب رکھے۔
ایسا کرنے سے مقرر کی تقریر سے سامعین پر اچھا اثر پڑے گا۔

3۔ ماہیک سینس بھی بہت اہم چیز ہے۔ تقریر کے دوران دلیلیں باہمیں متوجہ ہوتے وقت سینہ تو
موڑے لیکن منہ کو ماہیک کے سامنے سے نہ ہٹنے دے۔ تاکہ آواز کا تسلسل نہ ٹوٹے۔
4۔ ماہیک کا اچھا ہونا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ خطیب اور مقرر جب تقریر کرتا ہے۔ تو خطیب اور
مقرر کے ساتھ تقریباً 60، 70 فیصد مدد ماہیک اور DJ کا ہوتا ہے۔

وضع قطع:

خطابت میں وضع قطع کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ مجمع کے لئے خطیب اور مقرر ایک آئینہ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر خطیب اور مقرر کی دو آنکھیں ایک مجمع کو دیکھتی ہیں، تو مجمع کی سو آنکھیں ایک خطیب کو دیکھتی ہیں، مجمع خطیب اور مقرر کی ایک خوبی اونچائی کو نوٹ کرتا ہے، جسے بعد میں لوگ زیر بحث لاتے ہیں۔ دوران تقریر خطیب اور مقرر کی وضع قطع میں کوئی خامی نہیں ہونی چاہیے۔ ورنہ نفسیاتی طور پر مجمع خطیب اور کے کلام کا اثر قبول نہیں کرے گا۔

کھڑے ہونے کا انداز:

کھڑا ہو کر تقریر کرنے سے خطیب اور مقرر کا پورا جسم سامعین کے سامنے ہوتا ہے۔ اس لے بلکل فطری انداز میں کھڑا ہو، یعنی تکلف نہ ہو، تکلف نہ ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ ایسے نہ کھڑے ہو۔ جیسے فوجی اپنے افسر کے سامنے تن کے کھڑا ہوتا ہے۔ بلکہ ایسے کھڑے ہو۔ جیسے استاد یا پھر کے وقت شاگروں کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

(1) کھڑا ہونے کی حالت میں ہاتھ پہلو میں لشکاریں۔

(2) یا انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ناف پر رکھیں۔

(3) یادکیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو تھام لیں۔

(4) دوران خطبہ اپنا بازو پیچھے کو موڑ کر کم پر نہ رکھیں۔

(5) دوران خطبہ اپنا ایک ہاتھ یادوںوں ہاتھ کو لہوں پر نہ رکھیں۔

(6) ناف اور گھٹنوں کی حدود میں ہاتھوں سے اشارے کرنا بڑی غلطی ہے۔

(7) ہاتھوں کو قمیص کی جیبوں میں نہ ڈالیں۔

(8) ناف سے اوپر ہاتھ نہ باندھیں۔

(9) دونوں ٹانگیں برابر ہوں۔

(10) دوران خطبہ ایک ٹانگ کر سی وغیرہ پر رکھ کر خطبہ نہ دیں۔

حرکات و سکنات:

جس طرح خیالات الفاظ کے ذریعے سے ادا ہوتے ہیں۔ اسی طرح جذبات چہرے کے انداز اور اعضاء کی حرکات اور اشارات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اشاروں کے بھی درجے ہیں۔ مختلف کینفیتوں اور حالتوں کو ظاہر کرنے کے لئے سر کو ہلانے، چہرے کو دائیں بائیں گھمانے اور چہرے کی جلد میں سلوٹیں پیدا کرنے، ہاتھوں اور بازوں کو حرکت دینے اور بھووں میں غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کرنے کی صلاحیت

قدرت کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے۔ مختلف جذبات کے موزوں اور مناسب اظہار کے لئے قدرت کی طرف مختلف اعضاء نوازیں گئے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ان کا استعمال صحیح ہو۔ حرکات اور اشارات کا استعمال اداۓ الفاظ کے ساتھ ساتھ ہونے چاہیے۔ ورنہ تقریر بے لطف، بلکہ مضمکہ خیز ہو جائے گی۔

حرکات اور اشاروں کا انداز اکرنے کے لئے اینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود اپنا جائزہ لینا چاہئے۔

(1) خوشی کے اظہار کے لئے اپنے لبوں پر تمسم لائے۔

(2) افسردگی کے اظہار کے لئے اپنے چہرے کی بشاشت کو ختم کر دے اور غمی کے آثار لائے۔

(3) مزاحیہ بات سناتے وقت چہرے پر مسکراہٹ بھیرے۔

(4) خوف کے اظہار کے لئے انکھوں کو کھول دے۔

(5) ادب کے اظہار کے لئے سر جھکائے۔

(6) نفی کے اظہار کے لئے سر کو دو ایک باعیں جلدی سے دو مرتبہ ہلائے۔

(7) نفرت کے اظہار کے لئے سر کو ایک طرف جلدی سے جھٹک دے۔

(8) دلیل دیتے ہوئے شہادت کی انگلی سے سامنے کی طرف اشارہ کرے۔

- (9) کسی سے بات کی مذمت کرتے ہوئے یا انکار کرتے ہوئے ہاتھوں کو اس انداز میں حرکت دے جیسے وہ کسی گندی چیز کو دفع کر رہا ہے۔
- (10) کسی سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے دایاں ہاتھ سینے پر رکھ کر بات کرے۔
- (11) تجھب ظاہر کرنے کیلئے ہاتھ پھرے تک بلند کرے۔
- (12) دعویٰ اور چیلنج کے لیے بازو اپر اٹھا کر ^{تھیملی} سامعین کی طرف کر کے اگے پیچھے حرکت دے۔
- (13) اتفاق و اتحاد کیلئے انگلیاں انگلیوں میں ڈال کر نضامیں بلند کر کے اگے پیچھے حرکت دے یا مٹھی بن کر کے مکے کا مظاہرہ کرے۔
- (14) جز بات اور عزم کے اظہار کیلئے گئے کوفھا میں بلند کر کے آگے پیچھے حرکت دے۔
- (15) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اظہار کیلئے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف بلند کرے۔

خطابت اور نظمت کیلئے ضروری اشیاء:

یوں تو خطابت اور نظمت کے لئے بہت سی ضروری اشیاء ہے لیکن یہاں پر ہم چند کر کر یہ نگہ دے گے۔

(1) مطالعہ کرنا (خطیب اور مقرر کیلئے مطالعہ کرنا اتنا ضروری ہے۔ جتنا انسان کے زندہ رہنے کیلئے کھانے پینے کی اشیاء ضروری ہوتی ہیں۔ مطالعہ کرنا خطیب اور مقرر کیلئے خدا ہے۔)

(2) نامور خطیبوں کا مشاہدہ کرنا (یعنی وہ خطباء جنہوں نے خطابت میں نام پیدا کیا ہو۔)

تو مقرر اس خطیب کا مشاہدہ کرے۔ اور اسکی تقریر کی ابتداء اور انتہا کو دیکھے۔ اسکے حرکات اور سکنات نوٹ کرے۔

(3) الفاظ کا ز خیر ہر کھندا۔

خطیب کیلئے الفاظ کا ز خیر ہر کھندا بے حد ضروری ہے۔ اور الفاظ بامعنی ہو۔ اور وہ سامعین کی سمجھ سے بالا تر نہ ہو۔

خطیب اور مقرر ایسے الفاظ اور ایسے جملے بلکل استعمال نہ کرے جن پر خود بھی مطمئن نہ ہو۔ کہ خود بھی ان کے بارے میں پوری معلومات نہ رکھے خطیب اور مقرر کے لئے متراوف الفاظ یاد رکھنا بہت ضروری ہے۔ یعنی اگر کوئی ایسی بات ہو جو بار بار تقریر میں آتی ہو۔ تو جب خطیب ایک بار اسکا ذکر

اصول فن خطابت

کرے تو جب دوبارہ اسی چیز کا ذکر کرنا ہو تو ایک نئے اسلوب سے، نئے انداز سے کرے۔ تو اس سے خطیب اور مقرر کی تقریر بھی پُر اثر ہو گی۔ اور سامعین کو بھی ایسا کرنا چاہلاتا ہے۔ اور نئے انداز کو پسند کرتے ہیں۔

(4) خطیب اور مقرر کا دامن بلکل پاک ہو۔ یعنی خطیب کا ماضی بلکل صاف گزرا ہو۔ یعنی خطیب اور مقرر جگہ لاونہ ہو، لوگوں کے ساتھ معاملات ٹھیک ہو۔ بد مزاج نہ ہو۔ اگر یہ سب کچھ ٹھیک ہو تو پھر یہ کامیاب خطیب اور مقرر بنے گا۔

(5) خطیب اور مقرر یا کارنہ ہو۔ اس میں اخلاص ہو، وفا ہو، صداقت ہو، ہمدردی ہو، اور ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ مطالعہ بھی ہو۔

خطیب اور مقرر کے لئے ان ساری چیزوں کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ اگر خطیب ان ساری چیزوں کا خیال رکھے گا تو پھر کامیاب خطیب اور مقرر بنے گا۔

مقرر اور خطیب کیلئے ہدایات

اگر مندرجہ ذیل چیزیں خطیب اور مقرر میں ہو تو یہ ان کی خامیاں ہو گی۔

اصل فن خطابت

- (1) الفاظ کا غلط استعمال۔ خطیب جب ایک لفظ منہ سے نکالے، تو بہت سوچ سمجھ کے ساتھ نکالے گا۔ کیونکہ ایک خطیب اور مقرر کے سامنے بہت سارے سامعین بیٹھے ہوتے ہیں۔ جس لفظ اور جملے پر پورا اعتماد نہ ہو۔ اسکے بولنے سے پرہیز کرے۔
- (2) بے جا تکرار کرنا۔ یعنی بار بار غیر ضروری بات کو ڈھرا نا۔ اگر خطیب اور مقرر ایسا کرے گا۔ تو یہ اس کی خامی ہو گی۔ اور ایسا کرنے سامعین پر بھی بوجھ ہوتا ہے۔
- (3) مشکل پسندی کرنا۔ یعنی ایسے الفاظ اور جملے استعمال کرنا جس کو لوگ نہ سمجھیں۔ اگر خطیب اور مقرر ایسا مشکل پسندی کرے گا۔ تو یہ اس کی خامی ہو گی۔ بلکہ انتہائی آسان اور نرم لمحے میں لوگوں کے سامنے اپنی رائے پیش کرے۔
- (4) خطیب اور مقرر کا حلیہ برابر نہ ہو۔ یعنی اگر خطیب اور مقرر کا حلیہ سنت کے مطابق نہ ہو۔ لباس سنت کے خلاف ہو۔ تو یہ خطیب اور مقرر کی خامی ہو گی۔ خطیب اور مقرر کے لیے یہ ضروری ہے۔ کہ خطیب اور مقرر کا ظاہر سنت کے مطابق ہو۔ یعنی خطیب اور مقرر کی داڑھی برابر ہو، مزیدار پگڑی ہو، لباس سنت کے مطابق ہو تو پھر اس کی تقریر میں اثر ہو گا۔
- (5) تقریر کا ابتداء پر اثر طریقے سے شروع کرنا۔ یعنی ایسا انداز اپنانا کہ لوگ باقی تقریر سننے کیلئے بے تاب ہو جائیں۔

تقریر کے ابتدائی الفاظ کسی سے نقل نہ کئے ہو۔

یعنی تمہید خطیب کا پنا ہو۔ اور پُر اثر ہو۔ تقریر کا احتمام بھی پُر اثر طریقے سے ہونا چاہئے۔ یعنی جس طرح ابتداء پُر اثر تھا اسی طرح احتمام بھی پُر اثر ہونا چاہیے اور احتمام اچھا ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ تقریر کا مغزا اس کے احتمام میں ہوتا ہے۔

جس طرح تقریر کی ابتداء پر مشق کرنا ضروری ہے۔ بالکل ایسی طرح تقریر کے احتمام پر بھی مشق کرنا ضروری ہے۔ اور تقریر کے احتمام پر اپنی پوری تقریر کا خلاصہ بیان کرے۔ مختصر انداز میں اور پھر اسی پر تقریر ختم کرنا چاہیے تو یہ تقریر پُر اثر ہو گی۔

یہ سب چیزیں جو اپر ذکر کی گئی ہیں۔ یہ خطیب کی خامیاں ہیں۔ اور یہ ایک خطیب میں ہر گز نہیں ہونی چاہیں۔

تقریر و خطابت سیکھنے کیلئے کچھ ہدایات

کچھ چیزیں خطابت کے لیے بہت ضروری ہوتی ہے۔

(1) ان میں سے ایک آواز کا صاف ہوتا ہے۔ یعنی آواز بلکل واضح اور صاف انداز میں سامعین تک پہنچائیں۔ اپنے گلے کا خیال رکھیں۔ کیونکہ خطابت کا اظہار گلے سے ہی ہوتا ہے۔

اصل فن خطابت

گلہ ٹھیک اور صاف نہ ہو تو اپ انطباق بھی نہیں کر سکتے۔ اسلیے کہ آواز دوسروں تک اپنے خیالات پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ ایک صاف سترہی اور جاندار آواز ہی سامعین کی توجہ حاصل کرنے اور ان پر اثر انداز ہونے کا ذریعہ ہے۔ لہذا گلہ کی حفاظت کے لئے ان چیزوں سے پرہیز کریں۔

1- کٹھی چیزیں۔

2- بازاری کھانے۔

3- تیل والا اچار۔

4- کولڈ ڈر نکس۔

5- ٹھنڈا پانی۔

6- چاول۔

2- موضوع کے لئے بھرپور تیاری کرنا۔ پہلے بات گزر چکی ہے۔ کہ سب سے پہلے موضوع مقرر کرنا ہے۔ کیونکہ موضوع کے بغیر تقریر ہو ہی نہیں سکتی۔ اور موضوع مقرر کرنے کے بعد اس کے لئے خوب تیاری کرنا ہے۔

موضوع کیلئے تیاری کیسے کریں گے۔ یہ بات بھی پہلے گزر چکی ہے۔ کہ موضوع کے متعلق سب سے پہلے قرآنی آیت پھر موضوع کے متعلق حدیث پھر اسکے متعلق اصحاب رسول صلی علیہ وسلم کے واقعات پھر اس پر خوب مشق کرنا۔

(3) جس کتاب سے اپنے موضوع کیلئے مواد تیار کر رہا ہے۔ اس کتاب کے مصنف پر پورا اعتماد ہو۔ مصنف کے بارے میں کوئی شکوہ و شجھات نہ ہو۔ بلکہ اسکی عقائد پر اور اسکی کتابوں پر پورا اعتماد اور یقین ہو۔

(4) جب آپ سے پہلے کوئی دوسرا خطیب اور مقرر تقریر کرے اور لوگ اس سے متاثر ہو جائیں۔ تو آپ کو کیا کرنا چاہئے؟ تو سب سے پہلے آپ نے اس خطیب اور مقرر کے تقریر کا خلاصہ بیان کرنا ہے اور پھر اپنی تقریر کو آگے بڑھانا ہے۔ تاکہ لوگ یہ تاثر لیں کہ آپ نے سابقہ مقرر کے تقریر کو آگے بڑھایا ہے۔

(5) حوصلہ مضبوط رکھنا ہے۔ گھبراہٹ کو دور کرنا۔ حوصلہ مضبوط رکھنا اور گھبراہٹ نہ آنے کا نجہ یہ ہے۔ کہ آپ نے دل میں یہ سوچنا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا حکم لوگوں تک پہنچ رہا ہوں۔

(6) مسنون لباس! خطیب اور مقرر کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ اس کا لباس مسنون طریقہ پر ہو۔ یعنی بلکل سادہ لباس پگڑی وغیرہ۔

اصل فن خطابت

(7) خطیب اور مقرر جو چیز لوگوں کو بیان کر رہا ہو۔ اس چیز پر خود بھی عمل پیرا ہو تو پھر اس کی تقریر کا لوگوں پر اثر ہو گا۔

(8) خطیب اور مقرر کے لئے بہتر یہ ہے۔ کہ اس کے لیے کوئی تکمیل کلام نہ ہو۔ اگر مقرر کا کوئی تکمیل کلام ہو۔ تو پھر لوگ وہی لفظ دہرا کر مذاق اڑائیں گے۔

(9) خطیب اور مقرر کے لئے ضروری ہے۔ کہ سامعین کا خیال رکھیں۔ تاکہ سامعین تنگ نہ ہو جائیں۔

(10) خطیب اور مقرر کے لیے اپنی صفائی کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ خاص کر اپنی دانتوں کی صفائی، اس لیے کہ خطیب اور مقرر جب بات کرتا ہے۔ تو لوگوں کو اس کے دانت دھائی دیتے ہیں۔

(11) خطیب اور مقرر سٹج کا خیال رکھے گا۔ اپنے جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالے گا۔ اگر کسی کے پاس عصا ہو تو ایک دوبارہ میں پر مارنا درست ہے۔ لیکن بار بار نہیں مارے گا۔ دلکشی بائیکیں ہاتھ رکھنا بھی غلط ہے دو نوں طرف ہاتھ نہیں رکھے گا۔ اور پیچھے بھی ہاتھ نہیں رکھے گا۔

(12) خطیب اور مقرر سٹج پر ایسے انداز میں نہ آئے۔ جس سے مغرور نظر آئے۔ اور ایسے انداز میں بھی نہ آئے گا۔ جس سے کمزور نظر آئے۔

(13) خطیب اور مقرر بھوک یا یاس کی حالت میں تقریر نہیں کرے گا۔ تقریر سے پہلے ایسی خوارک بھی نہ کھائے۔ جو اس پر بوجھ ہن جائے۔ اور تقریر سے پہلے دودھ پینا بہت مفید ہے۔

مبتدی خطیبوں کو درپیش مشکلات کا قرآنی علاج

عام طور پر مبتدی خطیبوں کا سوال ہوتا ہے۔ کہ ہمیں درپیش مشکلات مثلًا۔ سُنْحَ کا خوف، سامعین کا ڈر ناگوں کا کپکپانا، زبان کا لڑکھنا، جسم پر رعشہ طاری ہونا، یہ سب کچھ پیش آتے ہیں۔ اس کا علاج کیا ہے؟ تو یاد رکھیں ان سب اور دیگر مسائل اور مشکلات کا علاج صرف دوجیزیں ہیں۔

1۔ مشق 2۔ مواد پر بھروسہ

جنہی زیادہ مشق ہو گی اور جتنا مضبوط مواد ہو گا۔

اتا ہی آپ کو ان مشکلات سے چھکارا حاصل ہوتا جائے گا۔ یہ علاج اتنا مجرب اور مفید ہے کہ اس کی تائید قرآن پاک کی مختلف آیتوں سے ہوتی ہیں۔

مشق

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں مجذہ پیش کرنا تھا تو اللہ تعالیٰ نے پہلے

اصل فن خطابت

اس مشق کو کوہ طور پر کروایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا۔ **(ما تلک بیمینک یاموسی) عرض کیا (هی عصای) حکم ہوا (الفها یا موسی) (فالفها جب لاٹھی نیچے چھینگی۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس لاٹھی کو متحرک دیکھا۔ تو محسوس کیا کہ گویا یہ ایک خوفناک سانپ ہے۔ اب قرآن اس منظر کا نقشہ کھینچتا ہے۔ فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو خوفناک سانپ کی صورت میں دیکھا تو **(ولی مدبر) پیچھے پھیر کر بھاگ پڑے۔ حتیٰ کہ **(ولم یعقب) پیچھے مرکر بھی نہ دیکھا۔ تو آپ خود سوچئے! آگر یہی حکم **(والق عصاك) پہلے ہی مرتبہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دربار فرعون میں دیتے تو کیا ہونا تھا جو کوہ طور پر **(ولی مدبر) وَلَمْ يُعَقِّبْ کی صورت میں ہوا۔**********

اور اگر یہ صورت دربار فرعون میں ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام ناکام ہو جاتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دربار فرعون میں پہنچنے سے پہلے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو مشق کروائی۔ اس مشق کی برکت تھی کہ موسیٰ علیہ السلام وہاں میدان میں مرد جری بن کر ڈال رہے ہیں۔ اور ساروں **(جادوگ) سے بیانگ دہل کہہ رہے تھے **(القو) تم اپنا جادو ڈالو۔****

مواد پر بھروسہ

جب مشق کے دوران کوہ طور پر اللہ تعالیٰ نے عصا کو سانپ بنادیا۔ تو اس کے بعد فرمایا (خذها) اے موسیٰ علیہ السلام اس سانپ کو پکڑ لو۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام اس سانپ کو پکڑنے سے ڈر رہے تھے۔ کہ کہیں یہ مجھ پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دی۔ کہ (انتخف) اے موسیٰ سانپ کو پکڑ لے اور اس سے نہ ڈر (سنعیدہا سیرتها الاولی) اگر ہم نے عصا کو سانپ بنادیا تھا۔ تو ہم اس سانپ کو ابھی اسکی پہلی حالت یعنی لاٹھی پر لوٹا دیں گے۔ پھر اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اس سانپ کو پکڑ لیا اور وہ دوبارہ لاٹھی بن گیا۔

اللہ تعالیٰ نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سانپ پکڑنے کا حکم دیا۔ اس میں نکتہ اور حکمت یہ تھی۔ کہ فرعون کے سامنے بھی اسی سانپ کو پکڑنا ہے۔ تاکہ وہ دوبارہ لاٹھی بن جائے۔ یہ نہ ہو کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں لاٹھی کو پھینک تو دیں۔ مگر سانپ بن جانے کے بعد اس لاٹھی کو پکڑنے سے ڈر جائے۔ اس لیے مواد (لاٹھی) پر بھروسہ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑو۔ تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر ہی اطمینان ہو جائے۔ کہ میں جب اس سانپ کو کپڑوں گا۔ تو سانپ، سانپ نہیں رہے گا۔ بلکہ فوراً لاٹھی بن جائے گی۔ لہذا ثابت ہوا کہ بڑے سے بڑا میدان فتح کرنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ (1) مشق (2) مواد پر بھروسہ

اب مسئلہ یہ ہے۔ کہ ہم مشق کرتے نہیں اور مواد ہمارے پاس وہ ہوتا ہے جو سنانا یا ہوتا ہے۔ یعنی باحوالہ نہیں ہوتا۔ کمزور ہوتا ہے۔ اور ہم خواب دیکھتے ہیں نامور خطیب اور مقرر بننے کا۔

نظامت کیا ہے

مختلف قسم کے پروگرامز ہوتے ہیں۔ مثلاً جلسہ، جلوس کا انفرنس، مشاعرہ، دستار بندی وغیرہ۔ تو ان پروگرامز کا خیال رکھنے کے لیے اور اس کا نظام و ضبط برقرار رکھنے کے لیے ایک اناونسر، نطاق، ناظم اور سیکرٹری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اس پروگرامز کے انتظام اور نظام و ضبط کو برقرار رکھے۔

ناظم کس کو کہتے ہیں

(1) ناظم کی آسان تعریف یہ ہے کہ ناظم مقرر اور سامعین کے درمیان ایک ربط ہوتا ہے۔

(2) پروگرام چلانے والے کو ناظم کہتے ہیں۔

ناظم کے لیے اہم اصول اور ہدایات

(1) ناظم اور سیکرٹری اپنا ظاہر درست رکھے گا۔ (یعنی اپنی حلیے، اپنی لباس، اپنی پگڑی وغیرہ کا خاص خیال رکھیے گا)۔

(2) پروگرام کے شروع میں مختصر خطہ پڑھے گا۔ اور لوگوں کے ساتھ اپنے پروگرام کا تعارف کرے گا۔ یعنی یہ بتائے گا کہ یہ پروگرام کسی چیز کے بارے میں ہے۔ مثلاً یہ پروگرام ختم القرآن کے بارے میں ہے۔

(3) مجمع کا خیال رکھے گا۔ اور منتشر ہونے سے بچائے گا۔

(4) مجمع کے تمام شرکاء کو مقرر کی طرف متوجہ کرے گا۔ اور بار بار اعلان کرے گا کہ متوجہ ہو جاؤ۔

(5) مقرر کو دعوت دیتے وقت القابوں کا خاص خیال رکھے گا۔ ہر مقرر کو اس کی حیثیت اور اس کے مرتبے کے مطابق القاب دے گا۔ اور القابات مقرر کی حیثیت کے مطابق نہ ہو تو پھر یہ جھوٹ میں آتا ہے۔

(6) ہر مقرر کی تقریر کا مختصر خلاصہ بیان کرے گا۔

(7) پروگرام کے درمیان مناسب اشعار کا استعمال کرے گا۔

(8) بے جا تکرار سے اپنے اپ کو بچائے گا۔

سُلْطَن کے آداب

- (1) سُلْطَن پر جانے سے پہلے اپنے آپ کو ایئنے میں دیکھنا۔
- (2) اپنی پگڑی کو اچھے اور خوبصورت طریقے سے پاندھنا۔
- (3) سُلْطَن پر مراقبہ نہ کرنا۔ بلکہ مقرر کی طرف دیکھنا۔
- (4) مقرر کا بیان غور سے سننا۔
- (5) سُلْطَن پر اپنے بدن کے ساتھ نہ کھیلنا (یعنی کان، ناک اور ناخن وغیرہ سے نہ کھیلنا)۔
- (6) سُلْطَن پر موبائل کا استعمال بالکل نہ کرنا۔
- (7) سُلْطَن پر گپ شپ مارنے سے مکمل پرہیز کرنا۔